سن ہجری اور قمری حساب

پروفیسر سید حسین شاہ فدا

سن عیسوی کے رواج نے سن ہجری سے ہمیں بیگانہ کر دیا ہے حالانکہ ہجرت کا واقعہ انسانی تاریخ کا زندہ جاوید واقعہ ہے اور اسلامی تاریخ میں ہجرت مدینہ کو سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ مدینے میں اسلامی ریاست کی تاسیس کا فوری سبب ہجرت ہی ہے۔ سن ہجری کا شمار شمسی کے بجائے قمری حساب پر رکھنے کی کچھ وجوہ تھیں۔

سن ہجری کا آغاز معلوم کرنے کے لئے اسلامی تاریخ کو کھنگالئے۔ حضرت عمر کے زمانے میں فتوحات کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جارہا تھا۔ حکومت کے کاروبار اور دفتری کاغذات، حوالہ جات کے بغیر نا مکمل صورت میں چل رہے تھے اور ہر طرف سے اجرائے سن کا مطالبہ ہو رہا تھا۔ بلکہ ایک مرتبہ یمن کے ایک گورنر نے حضرت عمر کو شکایت کے طور پر لکھا کہ آپ کے فرامین میں تاریخ اور سن کا حوالہ نہیں ہوتا۔ حضرت میمون بن مہران کے پاس ایک چیک ایسا آیا جس پر صرف ''شعبان،، لکھا تھا۔ ابو موسی اشعری بھی شاکی تھے۔ اہل عجم ہمیشہ تاریخ اور سن لکھا کرتے تھے۔ جس قوم کو ''خیر امت،، کا لقب عطا ہوا ہو وہ اس ضمن میں کیوں پیچھے رہتی۔ بیت‌المال میں زمانے کی قید کے بغیر زر و مال رکھنا بھی ایک مسئلہ تھا اس لئے ضرورت کے احساس نے مجبور کیا کہ دیگر سنین کے مقابلہ میں مسلمانوں کے لئے کوئی منفرد سن رائج کیا جائے۔ چنانچہ حضرت عمر کے زمانہ میں اس مسئلے کا حل تلاش کیا گیا۔ بعضوں نے

ذوالقرنین کے زمانے سے تاریخ لکھنے کا مشورہ دیا - کسی نے ایرانیوں کی تاریخ پسند کی - لیکن بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ اسلامی واقعات میں سے کسی مشہور واقعہ کو بنیاد بنایا جائے - بعضوں نے نبی صلعم کی تاریخ ولادت سے آغاز کا مشورہ دیا - کسی نے تاریخ بعثت سے اور کسی نے عام الحزن سے شروع کرنے کی رائے دی - حضرت علی نے ہجرت کے سال سے آغاز کار کا مشورہ دیا - اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ ابتداء کس مہینے سے کی جائے - کسی نے رمضان شریف تجویز کیا کہ قرآن اسی مبارک مہینے میں نازل ہوا - کسی نے محرم الحرام کو نقطہ آغاز قرار دینے کا مشورہ دیا کہ لوگ حج سے فارغ ہو کر نئے سرے سے کاروبار وغیرہ شروع کرتے ہیں - چونکہ محرم کا مہینہ اہل عرب کے نزدیک ویسے بھی متبرک متصور ہوتا تھا - ''شہر حرام،، ہونے کی وجہ سے جنگ و جدال بھی اس مہینے میں ممنوع تھی - لہذا سب نے بالاتفاق اسے پسند کیا -

ہجرت کے واقعہ نے تاریخ کا رخ موڑ کر رکھ دیا تھا - یہ ایک تاریخی سفر تھا - کفار مکہ نے رسول اللہ صلعم کو (خاکم بدہن) قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا تھا - اس وقت اللہ تعالی کی طرف سے آپ کو ہجرت کرکے مدینہ چلے جانے کا حکم ہوا - آپ نے ہجرت سے دو ہفتہ قبل مدینہ کے دو مخالف قبائل اوس اور خزرج کے سرداروں سے ایک معاہدہ طے کیا اور اسلامی احکام کے اتباع کا ان سے عہد لیا - ان سرداروں نے بھی آپ سے عہد لیا کہ آپ واپس مکہ نہیں جائیں گے - یہ معاہدہ ''بیعت عقبہ،، کے نام سے مشہور ہے - ہجرت کے وقت حضرت علی رات کو آپ کے بستر پر سوئے - حضرت ابوبکر کو آپ نے ساتھ لیا اور پوشیدہ طریقے سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے - بارہ ربیع الاول کو آپ مدینہ میں فروکش ہوئے - یہ سفر مکہ سے ۲۷ صفر کو شروع ہوا تھا - غار ثور میں کچھ

وقت گزارنے کے بعد یکم ربیع الاول کو آپ وھاں سے نکلے تھے ۔ ھجرت کا واقعہ ماہ ربیع الاول میں پیش آیا ۔ لیکن چونکہ سب کا اتفاق محرم کے مہینہ سے ابتدا کرنے پر ھوا اس لئے دو مہینے اور آٹھ دن جو گزر چکے تھے اس مدت کو کم کرکے یکم محرم ۱ ھ سے اسلامی تقویم کی ابتداء کر دی گئی ۔ علماء اور مورخین کا اس پر اتفاق ھے کہ واقعہ ھجرت کے ۱۷ سال بعد ھجری سن کا نفاذ ھوا ۔

سن ھجری کی سب سے بڑی امتیازی خصوصیت یہ ھے کہ اس کے تمام مہینے موسم کے اعتبار سے بدلتے رھتے ھیں ۔ رمضان کا مہینہ کبھی کسی موسم میں آتا ھے تو کبھی کسی موسم میں ۔ اسی طرح یوم الحج بھی مختلف موسموں میں آتا ھے ۔ اور اس طرح مسلمانوں کو ھر موسم کا تجربہ ھوتا رھتا ھے ۔ مختلف ممالک کے موسم بھی مختلف ھوتے ھیں اس لئے تمام دنیا کے مسلمان اس تبدیلی کو پسند کرتے ھیں ۔

جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ھے کہ ایک صدی کا اختتام اور دوسری صدی کا آغاز اپنے ساتھ کوئی نہ کوئی سانحہ لے کر آتا ھے ۔ اس کے ثبوت میں انھوں نے دلیل کے طور پر آٹھویں صدی ھجری تک کے واقعات بھی لکھے ھیں ۔ اکثر علماء نے اس قسم کی باتوں کو توھم پرستی ھی قرار دیا ھے ۔ اور یہ مفروضہ کہ اب چودھویں صدی ھجری کے اختتام پر قیامت آنے والی ھے انھی اوھام کی بنیاد پر قائم ھے ۔ اسلام جیسے دین حق میں ایسے توھمات کی کوئی گنجائش نہیں ۔ ویسے تو امت مسلمہ ھمیشہ ھی آزمائش اور ابتلا میں رھتی ھے ۔ ''الدنیا سجن للمومنین،، دنیا مومنین کے لئے قید خانہ ھے ۔ عصر رواں کی فکری اور نظریاتی یلغار نے ھمارے دینی اصول و ضوابط کو خدشات کی نذر کرکے ھمیں صراط مستقیم سے ھٹانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ۔

هم بصارت اور بصیرت دونوں سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ سورج گرہن اور چاند گرہن جو اپنے معمول کے مطابق آتے ہیں ان سے بھی ہم نے طرح طرح کے توہمات وابستہ کر رکھے ہیں۔ قیامت کا موہوم تصور پیدا کرنے میں کئی سائنسدان بھی ملوث ہیں۔ ان کے اخذ کردہ نتائج اور بعض اہل نجوم کی پیشگوئیاں حیرت انگیز تو ضرور ہیں، لیکن ''علم الساعت،، جسے صرف خداوند عالم ہی جانتا ہے، اس نظریہ کے خلاف ہے۔ یہ باتیں ہمارے عقیدے اور ایمان کو ضعف پہنچا رہی ہیں۔ مسلمانوں کی مخالف طاقتوں نے پروپیگنڈے کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ماہرین فلکیات عالم الغیب نہیں ہیں۔ نظام شمسی کو ۱۸۰۵ء اور ۱۸۳۵ء میں بھی تبدیلی سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ لیکن قیامت اس وقت بھی نہیں آئی تھی۔ سورج کی کشش ثقل باقی تمام اجرام سماوی کی کشش ثقل سے زیادہ ہے۔ اس لئے نظام شمسی کے متاثر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ الا ماشاء اللہ۔ یعنی جب خدا چاہے۔ اور وہ وقت کسی کو معلوم نہیں۔ اس کا علم صرف خدا کے پاس ہے۔

مسلمانوں کے عقائد سے متعلق توہمات کی بحث ضمناً آگئی۔ آمدم بر سر مطلب۔ سن عیسوی حضرت عیسی کی وفات سے شروع ہوتا ہے۔ سن فصلی جلال الدین اکبر کے دور کی یادگار ہے۔ اسی طرح اور بھی سنین رائج ہیں۔ لیکن شرعی احکام کا دار و مدار قمری حساب پر ہوتا ہے۔ مثلاً رمضان، حج، زکوۃ، عیدین، عدت طلاق، مدت حمل، ایام رضاعت وغیرہ، گویا بقول قرآن چاند وقتوں کی پہچان کا ذریعہ ہے، اس لئے قمری حساب کو محفوظ کر لینا ہمارے لئے فرض کفایہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سن ہجری کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ قرآن

کے مطابق چاند کے لئے منزلیں مقرر ھیں ۔ اصحاب کہف اپنے کتے سمیت جو تین سو نو سال تک غار میں زندہ رہے وہ عرصہ بھی قمری حساب ھی سے شمار ھوا ۔

ھجرت کے بعد سے مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت کے دروازے کھل گئے تھے اور اسلام روز بروز ترقی کرنے لگا اس لئے ھجرت کے واقعہ سے ھی حضرت علی کے مشورہ کے مطابق حضرت عمر نے ھجری سن کا آغاز کیا ۔ ھند و پاک میں ھمیشہ سن ھجری ھی رائج رھا ۔ انگریزوں نے آکر اسے مٹایا اور ھندو قوم نے اس اقدام کا سب سے زیادہ خیر مقدم کیا ۔ ھندو قوم ایک ھزار سال تک مسلمانوں کے زیر نگیں رھنے کے باعث مسلمانوں کے تمام آثار سے متنفر تھی ۔ حالانکہ مسلمان حکمرانوں نے ھمیشہ اس قوم کے افراد کو، شاھان لودھی کے وقت سے لے کر مغلوں کے آخری دور تک، کاروبار حکومت میں شریک رکھا ۔ ھندوؤں نے مسلمان بادشاھوں کی قدر دانی سے متاثر ھوکر ھی فارسی زبان میں مہارت حاصل کی تھی، اعلیٰ اور مستند کتابیں تصنیف کیں، اور بلند مراتب پر فائز ھوتے رھے ۔ انھوں نے سن ھجری کے مٹانے اور سن عیسوی کی ترویج میں معاونت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے قومی سن ھندی (سن بکرمی) کا دامن بھی نہ چھوڑا ۔ اور مسلمانوں نے فوراً ھی سن عیسوی کی پیشوائی کی اور اس کے ساتھ ایسے چمٹے کہ اب تک سن عیسوی پر فدا ھیں ۔ ھندی سن کی تقویم (کیلنڈر) اور جنتریاں اب بھی شائع ھوتی ھیں لیکن مسلمانوں کا طرز عمل اس کے خلاف ھے ۔ یہ انگریزی زبان اور سن عیسوی کے والہ و شیدا ھیں ۔ یہانتک کہ تاریخ ولادت اور تاریخ وفات بھی سن عیسوی ھی میں نکالتے ھیں ۔ عہد حاضر کے مشاھیر اور بزرگان دین کے عرس وغیرہ بھی سن عیسوی کی تاریخوں سے منائے جاتے ھیں ۔

دور کیوں جائیں ہمارے اخبارات اور رسائل بھی سال نو کی مبارک باد کے لئے یکم جنوری کا دن مقرر کرتے ہیں۔ اسلامی مہینوں کے نام تک ہمیں یاد نہیں ہوتے۔ دعویٰ مہذب اور مسلمان قوم ہونے کا ہے۔

ع ۔ بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

سن ہجری ہمارے دینی شعائر میں سے ہے اور ہم نے اسے نظر انداز کر دیا ہے۔ خطوط اور حوالہ جات میں انگریزی تاریخیں ہوں گی۔ اس پر فتن دور میں ہم اپنے سن سے جو قطب ملی ہے سراسر غافل ہیں۔ سن عیسوی سے متعلق یہ بات سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ اس مسیحی سن کا آغاز (معاذاللہ، نقل کفر کفر نباشد) حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات سے ہوتا ہے۔ سن عیسوی کے آگے اے ڈی (.A. D) لکھا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہوتا ہے After the Death یعنی عیسی علیہ السلام کی وفات کے بعد، حالانکہ قرآن کریم کو پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ عیسے علیہ السلام نہ تو فوت ہوئے تھے نہ انھیں سولی دی گئی تھی، یعنی انھیں قتل نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ ان کے حواری شک و شبہہ میں پڑ گئے تھے کہ اللہ تعالی نے عیسی کو آسمان کی طرف اٹھا لیا ہے۔

سن ہجری کی ابتداء واقعہ ہجرت سے ہوتی ہے اور واقعہ ہجرت اسلامی تاریخ کا ایک اہم موڑ ہے۔ رسول اکرم نے مدینہ پہنچتے ہی سب سے پہلے وہاں مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔ ایک اعلی طرز کی نظریاتی ریاست کو چلانے کے لئے مستحکم مرکز کی ضرورت تھی۔ اسی مسجد میں مہاجرین اور انصار کے باھمی تعلقات کو فروغ دے کر تبلیغ اسلام کے خوشگوار فرض کو سر انجام

دینے کا کام شروع کر دیا گیا ۔ اور رشتہ مواخات کو حقیقی رشتوں میں تبدیل کر دیا گیا ۔ مہاجرین بھی آسودہ اور خوشحال ہوگئے ۔ آبادکاری کا مسئلہ بھی آسانی سے حل ہو گیا ۔ اتحاد اور سالمیت کی کوششیں رنگ لائیں ۔ ایک خدا، ایک قبلہ اور ایک قانون کی حکمرانی تھی ۔ ''منشور مدینہ،، تیار کرکے مدینہ منورہ کو مکمل شہری ریاست کا درجہ دے دیا گیا ۔ یہ ایک انقلابی اقدام تھا ۔ اس سے قبائل کی طوائف الملوکی کا خاتمہ ہو گیا اور صحیح معنوں میں اسلامی ریاست کی بنیاد پڑگئی

واقعہ هجرت نے گویا ضعیف مسلمانوں کو قوی بنانے میں اهم کردار ادا کیا ۔ انفرادیت کی جگہ اجتماعیت کو فوقیت حاصل ہوئی ۔ اسلامی تہذیب و تمدن نے اسلامی نظام کو استوار کیا ۔ افادیت، اثرات اور نتائج کے لحاظ سے هجرت کا واقعہ دین الٰہی کا بول بالا کرنے کا نقطہ آغاز ثابت ہوا ۔ آج کے دور میں جبکہ ہر جگہ مغرب کے اثرات غالب هیں، عادات، اطوار، کردار، لباس، تہذیب و تمدن، غرض کہ پورا معاشرہ اس کی لپیٹ میں آچکا ھے ، سن هجری سے راہ فرار اختیار کرنا همارے لئے مزید تباهی کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ھے ۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی دوربین نگاہ نے چاند سے مخاطب ہوکر کہا تھا''اے چاند میرا اور تیرا رب صرف اللہ تعالیٰ ھے،، (ترمذی) وہ رب جس کا کوئی شریک نہیں اور جو تمام کائنات کا مالک ھے ۔ حضرت ابراهیم نے گہرا مطالعہ کرنے کے بعد چاند سے کہا تھا ۔ ''لا احب الافلین،، یعنی میں غائب ہونے والی چیزوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ھے جو انسان کو فکر و تدبر کی دعوت دیتا ھے ۔ چاند سے خدا کی یاد

تازہ ہوتی ہے ۔ یعنی چاند کے گھٹنے اور بڑھنے سے انسان اپنے عجز اور اپنی کوتاہ دستی پر متنبہ ہوتا ہے ۔ اسی لئے تو ہمیں یہ دعا سکھائی گئی ہے ''اے اللہ یہ چاندہم پر امن و سلامتی اور ایمان و اسلام کا ابہار ثابت ہو،، (مشکوۃ و ترمذی) یہ وہ دعا ہے جسے رسول اکرم فداہ امی و ابی اسوقت پڑھا کرتے تھے جب وہ پہلی تاریخ کے چاند (ہلال) کو دیکھتے تھے ۔ (بحوالہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۔)

قرآن حکیم کی تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ قمری حساب کا آغاز خداوند قدوس کی کتاب ''لوح محفوظ،، سے ہوا ہے ۔ اس سے سن ہجری کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔ تاریخی، جغرافیائی اور اقتصادی اعتبار سے بھی قمری حساب میں بہت سے افادی پہلو موجود ہیں ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم مسلمانوں کو اسلامی شعائر اپنانے کی توفیق عطا فرمائے ۔

سن ہجری بہر ملت پھر سے ہو وجہ عروج
یا الٰہی ہو فدا کی یہ دعا اب مستجاب

فدا